عہد فاروقی میں مشاورت کی صورتیں

Form of Consultation in the Era of Farooqi

Saira Tariq*
Mian Muhammad Ali Awais**
Khadija Murtaza ***

Abstract
"Islam tells its followers to attain personal well-being through counseling system. Mutual cooperation and counseling is a natural requirement of the society. Historically counseling is characterized by both formal or professional and informal practices within both individual and group session. Counseling is an important part of an Islamic society. This Islamic rule of advisory was adopted in the early caliphate. The aim of this paper is to highlighted the advisory concepts in the era of Hazrat Umar Farooq (R.A)."
Keywords: Islam, Mutual cooperation, Advisory Concepts, Caliphate.

مجلس شوریٰ کی ضرورت واہمیت

مشاورت اہل ایمان کے خصائص میں سے ایک خصوصیت ہے۔قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں مومنین کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے مشاورت کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔اسلام میں حکومت کے قیام کے لیے اور حکمران کے قرآن وسنت کے دائرے میں رہ کر فرائض کی انجام دہی کے لیے مشاورت خاص اہمیت رکھتی ہے۔

شوریٰ کے لغوی معنی:

شوریٰ کا مادہ لفظ ''ش۔و۔ر'' ہے۔اور یہ باب افعال میں ''اشار علیہ'' سے مشتق اسم ہے۔

۱۔ مفردات القران کے مطابق ''شوریٰ'' کے معنی ہیں وہ امر جس میں مشورہ کیا جائے۔(۱)

۲۔ مولانا عبد الرشید نعمانی قاضی زین العابدین میرٹھی کی لغات(۲) اور سید فضل الرحمن کی مجمع القران کے مطابق شوریٰ کے معنی مشورہ کرنے کے ہیں۔(۳)

۳۔ امام ابن فارسؒ ''شوریٰ'' کے مفہوم میں لکھتے ہیں کہ

بالعموم مادہ ش۔و۔ر سے بنیادی طور پر دو معنی جاری ہوتے ہیں۔ایک کسی چیز کو ظاہر کرنا، واضح کرنا اور اس کو پیش کرنا ہے اور دوسرا کسی چیز کو لینا۔

* M.phil Islamic Studies, G.C University Faisalabad. sairatariq1813@gmail.com ORIC ID: https://orcid.org/0000-0002-6034-6906
** M.Phil Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad. mianaliawais154@gmail.com ORIC ID: https://orcid.org/0000-0001-8576-7259
***P.hD scholar Political Science G.C University Faisalabad. khadijamurtaza12@yahoo.com ORIC ID: https://orcid.org/ 0000-0002-9350-6494

پہلے معنی کی دلیل میں اہل عرب کا یہ قول ہے:

شرت الدابۃ شورا یعنی جب تو کسی جانور کو خریدار کے سامنے پیش کرے مزید یہ کہ جہاں جانوروں کو خریداروں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے وہ جگہ مشوار کہلاتی ہے۔(۴)

۴۔ شیخ عبدالرحمن عبدالخالقؒ شوری کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شوری کی حقیقت کسی مسئلے میں حق بات کے قریب پہنچنے کے لیے اہل فن سے کسی رائے کے بارے میں تحقیق کروانا ہے۔"(۵)

۵۔ علامہ محمد مرتضیٰ الزبیدیؒ اس لفظ کی لغوی تحقیق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اہل عرب "شارالعسل" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔اس کا معنی ہے:

"اس نے شہد کو اس کے چھتوں اور اس کے پائے جانے کی جگہوں سے نکالا۔"(۶)

۲۔شوریٰ کا اصطلاحی معنی و مفہوم:

علماء نے "شوریٰ" کی جو تعریفیں کی ہیں ان میں چند ایک اہم تعریفیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ڈاکٹر مصطفی قطب سانو "شوریٰ" کے اصطلاحی مفہوم کے بارے میں لکھتے ہیں:

"کسی بھی مسئلے کے حل کے لیے مختلف آراء کا تقابل کرنا۔ بعض نے اس کی یہ تعریف کی ہے کہ اس سے مراد مسائل میں سے کسی مسئلے میں اصحاب علم و فضل کی آراء کو جمع کرنا ہے۔ جس میں کتاب و سنت کی کوئی صریح نص وارد نہ ہوئی ہو۔"(۷)

اور شوریٰ کی سب سے زیادہ جامع تعریف یہی ہے۔

۲۔امام ابو بکر ابن العربیؒ نے شوریٰ کا معنی یہ بیان کیا ہے:

"کسی مسئلے میں ایسا اجتماع کہ جس میں ہر شخص دوسرے سے مشورہ کرے اور اپنی رائے کا اظہار کرے۔"(۸)

۳۔امام رازیؒ نے شوری کی تعریف یوں کی ہے کہ

"شوریٰ سے مراد کسی قوم کا باہمی مشورے کے لیے ایک دوسرے کو جمع کرنے کی دعوت دینا ہے۔"(۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کی بنیاد شورائیت ہی پر رکھی تھی۔آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے جب بھی کوئی نیا معاملہ پیش آتا تو آپ اس کے بارے میں تب تک کوئی فیصلہ نہ کرتے جب تک آپ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو جمع کر کے ان سے صلاح و مشورہ نہ کر لیتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں چونکہ فتوحات بہت وسیع ہو گئیں اور مسائل بھی نت نئے تھے۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے طریقہ کار پر عمل کرتے ہوئے اپنی حکومت کی بنیاد رکھی تھی۔یعنی پہلے آپ رضی اللہ عنہ کسی بھی مسئلے کا حل قرآن سے ڈھونڈتے تھے۔اگر نہ ملتا تو حدیث مبارکہ سے ڈھونڈتے تھے۔اگر وہاں سے بھی نہ ملتا تو پھر آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو جمع فرماتے اور ان سے مسئلہ کے بارے میں آراء طلب کرتے اور پھر جو آراء درست معلوم ہوتیں ان کی روشنی میں فیصلہ صادر فرماتے۔

ذیل مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مشاورتی حکمت عملی اور ان کی مجلس شوریٰ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجالس شوریٰ:

حضرت محمد ﷺ کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو زمانۂ اسلام اور قبل اسلام میں جو مقام تھا وہ بالکل واضح ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کی مشاورتی حیثیت کا اندازہ اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے۔

''وکان عمر اذا استشار احد الایبرم امرا حتیٰ یشاور العباس۔''(۱۰)

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی سے مشورہ کرتے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مشورہ کے بعد ہی اسے آخری شکل دیتے۔)

ایک مشہور عالم قرآن صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں علامہ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

''وکان یسئالہ عن النوا زل ویتحاکم الیہ فی المضلات۔''(۱۱)

(یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابی بن کعب سے پیش آمدہ مسائل کے حل فرماتے اور مشکلات میں انہیں حکم بناتے۔)

امام ابن تیمیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشاورتی انداز کو اس طرح لکھتے ہیں:

''فان عمر بن الخطاب کان کثیر المشاورة فیما لم یتبین فیه امر الله ور سوله۔''(۱۲)

(جن معاملات میں اللہ اور اس کے رسول کا حکم واضح نہیں ہوتا۔ ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت زیادہ مشورہ کرتے تھے۔)

محمد حسین ہیکل اس طرح سے رقم طراز ہیں:

''فجعل الشوری اساس حکمه۔''(۱۳)

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی سیاست کی بنیاد شوریٰ پر قائم کی تھی۔)

امام شعبیؒ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشاورتی فیصلوں کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

''جس شخص کو مسائل میں قول محکم کی خواہش ہو اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کو اختیار کرنا چاہیے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے فیصلہ فرماتے تھے۔''(۱۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہی اقوال زریں میں ہے کہ

''لا خیر فی أمر أبرم من غیر شوری۔''(۱۵)

(جس کام کو بغیر مشورہ کے عمل میں لایا گیا۔ اس میں بھلائی نہیں ہے۔)

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہی ایک اور فرمان ہے:

''شاور فی أمرک من یخاف الله عزوجل۔''(۱۶)

(اپنے معاملات میں اس آدمی سے مشورہ لو جو اللہ سے ڈرتا ہو۔)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اور مقام پر فرمایا:

"مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کا معاملہ ان کے اور اہل حل و عقد کے درمیان شورائیت سے طے پائے جو شخص اس فریضہ کو ادا کرے لوگ اس کے تابع ہوں اور جس بات پر سب متفق ہو جائیں اور باہم راضی ہو جائیں وہ سب پر لازم ہے اور سب اس کے تابع ہوں گے اور جو شخص اس شورائیت کو بروئے کار لائے وہ اہل حل و عقد کے مشوروں کے تابع ہوگا۔ فوجی کاروائی وغیرہ سے متعلق اس کو ان کی رائے پر عمل کرنا ہوگا۔"(۱۷)

اس ساری بحث سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شورائیت کے متعلق طرز عمل نہایت اعلیٰ اور عمدہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ عام مسلمانوں سے بھی مشورہ لیتے۔ ان کی باتیں سنتے پھر بزرگ اور صاحب حل و عقد اصحاب رسول کو اکٹھا کرتے تھے۔ ان کے سامنے معاملہ رکھتے اور ان سے پوچھتے کہ درپیش مسئلہ میں کسی بہتر رائے کی طرف وہ لوگ آپ کی رہنمائی کریں۔ جب مجلس شوریٰ میں باہمی مشورے سے جس بات پر لوگ متفق ہو جاتے آپ اسے نافذ کر دیتے تھے۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے شرکاء:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات ایک دور اندیش ذات تھی۔ آپ کی مجلس مشاورت کے شرکاء مختلف عمر کے افراد ہوتے تھے۔ آپ بدر میں شریک ہونے والے بزرگ صحابہ کے علم و فضل اور اسلام میں ان کی سبقت کے پیش نظر اہل شوریٰ میں ان کو خاص مقام دیتے تھے۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ نوجوان صحابہ کو بھی شریک رکھتے تھے کیونکہ بزرگ صحابہ اپنی زندگی کے آخری دور سے گزر رہے تھے۔ جبکہ ملک کو نو عمر اور بہادر افراد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیشتر معاملات میں عورتوں سے بھی مشورہ طلب فرما لیتے تھے۔ اگر اس میں بھلائی نظر آتی تو اسی پر عمل کرتے تھے۔ ذیل میں تینوں طرح کے افراد کا مختصر سا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۳۔ بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے مشورہ رضی اللہ عنہ اس کی حکمت عملی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں بزرگ اور دور اندیش صحابہ میں سے کچھ مخصوص لوگ تھے جن سے آپ مشورہ طلب کرتے تھے۔

"وعثمان بن عفان وعبدالرحمن بن عوف و علی بن ابی طالب و معاذ بن جبل و ابی بن کعب و زید بن ثابت و نظر ائھم۔"(۱۸)

(ان مخصوص صحابہ میں عثمان بن عفان، عبدالرحمن بن عوف اور علی بن ابی طالب اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن حارث جیسے لوگ شامل تھے۔)

ان بزرگ صحابہ سے مشورہ لینے میں یہ حکمت تھی کہ یہ لوگ عہد نبوی ﷺ میں موجود تھے اور حضرت زید بن ثابت کاتب وحی تھے اور قرآن پاک کو حضرت ابو بکر کی خلافت میں ان کے حکم پر اور آپ رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر جمع کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فقہ کے ماہر تھے اور اس لیے ان صحابہ کو آپ رضی اللہ عنہ جمع فرماتے کہ اگر کسی مسئلے کے بارے میں قرآن سے رائے مل جائے تو بھی ان اصحاب سے ہی

ملے گی۔ اگر حدیث رسول ﷺ یا سنت رسول ﷺ سے استفادہ کرنا ہو تو وہ بھی انہی اصحاب کے پاس ہو گی اور اگر باہمی مشورے سے معاملے کا حل نکالنا ہو تو وہ بھی انہی اصحاب سے مشاورت کی صورت میں ملے گا۔ کیونکہ یہ وہ جلیل القدر صحابہ کرام تھے جنہوں نے نبی پاک ﷺ کا سنہرا دور پایا تھا۔ سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہے تھے۔

۴۔ نوجوان صحابہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ اور اس کی حکمت عملی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ چونکہ دور اندیش تھے لہٰذا انہوں نے امت سے ایسے نوجوانوں کو مشاورت کے لیے منتخب کیا جو علم، ورع اور تقویٰ کے اعتبار سے کامل ہوں۔ جب آپ بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہ سے مجلس مشاورت کرتے تو آپ نوجوان صحابہ کو ضرور ساتھ رکھتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عباس کو تو آپ ہمیشہ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

''وکان القراء أصحاب مجلس عمر و مشاورته کهولا کانوا أوشبانا۔''[19]

(عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے شرکاء حفاظ قرآن تھے خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان۔)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نو عمر لڑکوں کو مجالس شوریٰ میں اس لیے شریک رکھتے تھے تاکہ ان کا ذہن بھی تیز ہو جائے اور وہ معاملے کو سمجھتے ہوئے بزرگان دین کا راستہ اختیار کریں۔

''لا تحتقروا أنفسکم لحداثة أسنا نکم، فان عمر بن الخطاب رضی الله عنه کان اذا نزل به الأمر المضل دعا الفتیان ماستشارهم یبتغی حدة عقولهم۔''[20]

(اپنی نو عمری کی وجہ سے خود کو حقیر نہ سمجھو، عمر رضی اللہ عنہ پر جب کوئی کٹھن مرحلہ آتا تو نوجوانوں کو بلاتے اور ان سے مشورہ لیتے تھے اور آپ کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان کا ذہن تیز ہو جائے۔)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نوجوانوں سے مشورہ لینے کی حکمت عملی یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ یہ سمجھتے تھے کہ نوجوان ملک کی ضرورت ہیں۔ لہٰذا یہ بھی امت کے صاحب فہم و فراست افراد سے استفادہ کریں تاکہ مستقبل میں وہ انہی افراد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امت کی بھلائی کے لیے کام کرتے رہیں۔

۵۔ خواتین سے مشاورت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجالس شوریٰ میں خواتین کو بھی رائے دینے کی آزادی تھی۔ ایک مرتبہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے عورتوں کے مہر کی مقدار متعین کرنے پر رائے لی تو مجلس شوریٰ میں موجود ایک عورت نے کہا کہ اس کا حق اور اختیار آپ کو نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ

''و ان اردتم استبدال زوج مکان زوج و أتیتم احدٰهن قنطارا فلا تاخذوا منه شیئا اتاخذونه بهتانا واثما مبینا۔''[21]

(اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی بدلنا چاہو اور تم اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تب بھی اس میں سے کچھ واپس مت لو کیا تم ظلم و دہشت کے ذریعے اور کھلا گناہ کرکے وہ مال (واپس) لوگے؟)

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تجویز واپس لے لی اور فرمایا:

''امرأة خاصمت عمر فخصمته۔''[۲۲]

(ایک عورت نے عمر سے بحث کی اور وہ اس پر غالب آگئی۔)

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

''امراة أصابت ورجل أخطاء۔''[۲۳]

(عورت نے صحیح بات کی اور مرد نے غلطی کی۔)

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کسی عوامی جگہ یعنی مارکیٹ، بازار وغیرہ میں یہ ریاستی معاملہ بحث میں نہیں لارہے تھے بلکہ یہ مسئلہ پارلیمنٹ میں زیر غور تھا اور ظاہر ہے کہ منتخب افراد ہی عمل مشاورت میں شریک تھے۔ اس لیے اس وقت ایک عورت نے کھڑے ہوکر اعتراض کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواتین کو ریاستی معاملات میں شامل ہونے اور رائے دینے کا اختیار دے رکھا تھا۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اگر عورت کی طرف سے آنے والے دلائل مضبوط ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورت کے دلائل پر فیصلہ کر دیا اور اپنی غلطی بھی مان لی کیونکہ عورت نے قرآن کریم سے دلیل پیش کی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نہ صرف خواتین کی رائے کو مجلس شوریٰ میں اہمیت دیتے تھے بلکہ اگر کوئی خاتون باصلاحیت ہوتی تو آپ ان کو کوئی انتظامی ذمہ داری بھی دے دیتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شفا رضی اللہ عنہ بنت عبداللہ عدویہ کو بازار کا نگران مقرر کر رکھا تھا۔ قضاالحسبہ معاملات کی چھان بین اور اخلاق عامہ اور قضاء سوق کسی کو کسی معاملہ میں مختار بنانا کی ذمہ دار تھیں۔ شفا بڑی سمجھ دار خاتون تھیں اور بڑی باصلاحیت تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی رائے کو پسند فرماتے تھے۔[۲۴]

اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی مجلس شوریٰ میں ہمیشہ اکابر صحابہ سے مشورہ کرتے تھے۔ آپ بزرگ صحابہ سے مشورہ لیتے تھے کیونکہ آپ سمجھتے تھے کہ رسول ﷺ سے قربت کی وجہ سے دین کا جو حصہ ان کے پاس ہے وہ اوروں کے پاس نہیں ہے۔ یعنی بزرگ صحابہ سے مشورہ کرنے کی حکمت عملی یہ تھی کہ یہ لوگ اعلیٰ ترین درجے کے صاحب علم و دانش تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نوجوان صحابہ کو لازمی مجلس شوریٰ میں شریک کرتے تھے اور اس میں آپ رضی اللہ عنہ کی حکمت عملی یہ ہوتی تھی کہ یہ افراد نوعمر تھے اور ملک کو نوعمر اور سمجھ دار افراد کی ضرورت تھی۔ یہ نوعمر صحابہ ایک تو ان بزرگ صاحبہ سے دین کی سمجھ لیتے تھے۔ ان کے طریقہ کار کو دیکھتے تھے دوسرا یہ کہ ان کا ذہن بھی تیز ہوتا تھا۔ کہ کسی بھی معاملے کو کیسے باریک بینی سے اور دور اندیشی سے دیکھا جاتا اور

بھانپا جاتا ہے۔ان کو یہ اندازہ بھی ہو جاتا۔اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ مستقبل کے لیے ایک ایسی جماعت تیار کر رہے تھے جو کہ دین کی حفاظت کرنے کے لیے اپنی مثال آپ ہو۔اور آپ ان کی ذہانت سے بھی فائدہ اٹھاتے تھے۔

اس کے ساتھ ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خواتین سے بھی مشورہ لیتے تھے اور اگر ان کا مشورہ بہتر ہوتا اور اس میں خیر ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ اس پر عمل بھی کرتے تھے اور اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ نے قابل صلاحیت خواتین کو بھی ذمہ داریاں دے رکھی تھیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شورائیت کے مختلف میدان تھے۔ان میں اداری و سیاسی معاملات، گورنروں، حاکموں کی تقرری، فوجی معاملات میں مشورہ لینا جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ لے کر ہر فوجی کے لیے چار ماہ بعد گھر آنا اور اپنے بیوی بچوں کے پاس آنا لازمی قرار دیا۔اس کے علاوہ شرعی مسائل، عدلیہ کے متعلق مسائل کے بارے میں بھی آپ نے شورائیت سے فیصلے کیے۔چونکہ آپ کے دور خلافت میں فتوحات بہت ہوئیں۔سلطنت وسیع ہوئی۔اس لیے آپ نے تقریباً ہر معاملے میں مشورہ لینا ضروری امر سمجھا۔

تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر مبنی شورائیت پر قائم تھی۔نہ کوئی رائے من مانی تھی اور نہ ہی کسی بدعت کا آغاز ہوا۔شورائی نظام بھی ربانی منہج کے اصولوں میں سے کسی نہ کسی اصول پر قائم ہوتا تھا۔

۶۔دانشوران قوم سے مشورہ طلبی اور ان کی عزت و توقیر:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام ریاستوں کے والیان کو سختی سے حکم دے رکھا تھا کہ ریاستوں کے جو لوگ رائے دینے کے اہل ہوں اور دانشور ہوں ان سے مشورہ لیتے رہیں اور وہ لوگ اس بات کے پابند تھے کہ وہ عملاً یہ کام سرانجام دیں۔اس لیے وہ مشورہ کے لیے دانشوران قوم کی مجلسیں منعقد کیا کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دے رکھا تھا کہ اہل رائے سے مشورہ کرتے رہیں اور جس مقام و مرتبہ کے لوگ ہوں ان سے اس کے مطابق مشورہ لو اور انہیں محترم جانو۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری کے نام خط لکھا:

''بلغنی انک تأذن للناس جما غفیرا، فاذا جاء ک کتابی ھذا فاذن لاھل الشرف وأھل القران و التقوی والدین، فاذا أخذوا مجالسھم فاذن للعامة۔''(۲۵)

(مجھے خبر ملی ہے کہ تم لوگوں کی بڑی بھیڑ جمع کرتے ہو جب تم کو میرا یہ خط ملے تو اپنے پاس صرف ایسے لوگوں کی مجلس منعقد کرو جو اشرف و نجابت والے، قرآن کے پابند اور تقویٰ و دینداری کے خوگر ہوں۔جب وہ لوگ پہلے اپنی جگہوں پر بیٹھ جائیں تب عوام الناس کو اجازت دو۔)

پھر ایک اور مرتبہ تحریر فرمایا:

''لم بزل للناس وجوہ یرفعون حوائج الناس، فأکر موا وجوہ الناس، فانه یحسب المسلم الضعیف أن ینتصف فی الحکم والقسمة۔''(۲۶)

(ہمیشہ سے ایسا ہوا ہے کہ معزز لوگ کئی لوگوں کے نمائندے ہوتے ہیں جو ان کی ضرورتیں پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا تم ان معزز حضرات کو اکرام وعزت سے نوازو، کمزور مسلمان کے لیے یہی کافی ہے کہ فیصلہ اور تقسیم میں انصاف پایا جائے۔)

۷۔ پیچیدہ اور مشکل معاملات میں مشورہ طلبی کی اپنے قاضیوں کو ہدایت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مختلف شہروں میں جو قاضی لگا رکھے تھے آپ ان کو بھی مشورے دیتے رہتے تھے اور ان کو خود بھی مشورے لینے کی تلقین کرتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک قاضی کو لکھا:

''واستشر فی دینک الذین یخشون اللہ عزوجل۔''(۲۷)

(اپنے دینی معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ لے لینا جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔)

اور قاضی شریح کے نام لکھا:

''وان شئت أن تو امرنی والا أری مؤ امرتک ایای الا أسلم لکٔ۔''(۲۸)

(اگر مناسب سمجھو تو مجھ سے مشورہ لے لیا کرو، میرے خیال میں مجھ سے تمہارا مشورہ لے لینا تمہارے لیے مفید ثابت ہوگا۔)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بذات خود اصحاب بصیرت سے کافی مشورے لیتے تھے۔ یہاں تک کہ شعبی کا بیان ہے کہ

''من سرہ أن یأخذ بالوثیقة من القضاء فلیأخذ بقضاء عمر فانه کان یستثیر۔''(۲۹)

(جو شخص قضاء سے متعلق مستند دستاویزات کا خواہاں ہو اسے عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کو دیکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ وہ (ہر فیصلہ میں) مشورہ لیتے تھے۔)

۸۔ مشاورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عدالتی احکامات کا اہم مصدر:

خلیفۂ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں قاضیوں نے بھی اپنے فیصلہ کے لیے انہی مصادر واصولوں کو بنیاد بنایا جن کو رسول اللہ ﷺ اور خلیفۂ رسول ﷺ نے بنیاد بنایا تھا۔ یعنی قرآن، سنت اور مشاورت۔

صحابہ رضی اللہ عنہ کے وہ عدالتی فیصلے جو خلفاء کے دور میں صادر ہوئے ان کے لیے خلفائے راشدین کے عہد میں قرآن، سنت، اجتہاد، اجماع، قیاس اور سابقہ عدالتی کاروائی کہ مصادر قرار پاتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی دینی مسائل، معاملات اور احکامات میں مشاورت کو ایک مصدر کی حیثیت حاصل رہی۔

امام شعبی نے قاضی شریح سے روایت کیا ہے کہ مجھ سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اقض بما استبان لک من کتاب اللہ، فان لم تعلم کل کتاب اللہ، فاقض بما استبان لک من قضاء رسول اللہ ﷺ فان لم تعلم کل اقضبة رسول اللہ ﷺ فاقض یما استبان لک من ائمة المھتدین، فان لم تعلم کل ماقضی به ائمة المھتدین،

فاجتهد رأيک، واستشر اهل العلم والصلاح-''(۳۰)

(کتاب الٰہی کی روشنی میں جو تمہیں حق معلوم ہو وہی فیصلہ کرو۔ اگر مکمل کتاب الٰہی کو نہ جان سکے تو رسول اللہ ﷺ کا جو فیصلہ تمہارے سامنے ہو اس کی روشنی میں فیصلہ کرو، اور اگر تم رسول اللہ ﷺ کے تمام فیصلوں کا احاطہ نہ کر سکو تو تم آئمہ ہدیٰ (ممتاز علماء صحابہ) کے قول و عمل کی روشنی میں جو حق معلوم ہو اس سے فیصلہ کرو اور اس کا بھی استیعاب نہیں کر سکتے تو اجتہاد کر کے اپنی صوابدید سے فیصلہ کرو اور علماء و پرہیز گاروں سے مشورہ لے لو۔)

علامہ ابن القیمؒ یوں رقم طراز ہیں:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو کہنے لگے:

''انی لأستحی من الله أن أرد شيئا قاله أبوبکر-''(۳۱)

(مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ کسی صدیقی فیصلہ کو رد کروں۔)

خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد کی مجالس شوریٰ دور نبوی ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کہ خلیفہ اول تھے ان ہی کی طرح تھیں۔ آپ بھی قرآن و سنت کے بعد یہ دیکھتے کہ در پیش مسئلے میں اگر کوئی فیصلہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد سے مل جاتا تو آپ اس کے مطابق فیصلہ کر دیتے تھے اور اگر اس سے بھی کوئی رہنمائی نہ ملتی تو آپ رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ کو جمع فرماتے اور ان سے رہنمائی لیتے۔ آپ کی مجالس شوریٰ کے شریک افراد میں اکابر و بزرگ صحابہ کے ساتھ ساتھ نوجوان بھی لازمی شریک ہوتے اور اس میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کی حکمت عملی ہوتی تھی کہ مستقبل کے لیے ایک بہترین جماعت تیار ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ خواتین سے بھی مشورہ لیتے تھے اور اگر وہ مشورہ بہتر معلوم ہوتا تو اس سے بھی رہنمائی لیتے اور اس کے مطابق فیصلہ فرماتے تھے۔

References

1. Raghib Asfahani, Imam, Mufradat-ul-Quran, Translated by: Fairoz Pori, Ali, Muhammad Abdah Moulana, Pakistan, Sheikh Shams ul Haq, Iqbal Town, Lahore, June 1987, Edition: 1, Page: 559
2. Zain ul Abideen, Meerithi, Qazi, Qamar-ul-Quran, Karachi: Urdu Bazar, Page: 297
3. Noumani, Muhammad Abdul Rasheed, Moulana, Lughat-ul-Quran, Karachi: Dar-ul-Ashat, Urdu Bazar, November 1986, Page: 294
4. Ibn-e-Faris, Ahmad Bin Faris Bin Zikriya, Imam, Maujam Mafabees ul Lughat, Bairot, Maktaba Dar-ul-Fikar, 1399, Edition: 3, Page:226
5. Abdul Rehman Abdul Khaliq, Yousaf, Sheikh, Al-Shura Fe Zal Nizam ul Hakam ul Islami, Kouwait, Maktaba Dar-ul-Qalam, Page:47
6. Zubadi, Muhih ud Din, Al-Syed, Muhammad Murtaza Al-Hussaini Al Wasti, Al-Hanfi, Allama Taj-ul-Uroos Min Jawahir Al-Qamoos, Beroot: Maktaba Dar-ul-Hidaya, Edition: 1, Page:252-253
7. Sanw, Muhammad Mustafa, Qutab, Doctor, Moujam Mustalhaat, Usool e Fiqh, Damishq: Maktaba Dar-ul-Fikar, Page:251
8. Al-Zuhaili, Wahib, Al-Shura Fil Islam, Umman, Maktaba Al-Majma Al-Malki, Behwas Al-Hazrat Al-Islamia, Edition: 2, Page:487
9. Ibid, Edition: 2, Page:488
10. Ibn-e-Kathir, Al-Hafiz, Abu-ul-Fida Al-Damishqi Al-Badiyan Walnahaya, Beroot: Maktaba Dar

Abya Al-Turasularabi, 1400, Edition: 7, Page:107
11. Al-Asqailani, Ibn-e-Hijar, Al-Asaba Fil Tameez Al-Sahaba, Beroot: Dar-ul-Ilmia, Edition: 1, Page: 19
12. Ibn-e-Taymia, Minhaj-ul-Sunnah, Egypt: Maktaba Mussua Qurtaba, Edition: 3, Page: 162-163
13. Haikal, Muhammad Hussain, AL-Farooq, Lahore: Carnor Show Room, Edition: 2, Page: 208
14. Behquie, Ahmad, Bin-ul-Hussain, Abu-Bakar, Imam, Al-Sunan Al-Kubra, Makkah Mukarma: Dar-ul-Baz, 1414, Edition: 10, Page:109
15. Al-Najjar, Abdul Wahab, Al-Khilfa Al Rasheedon, Beroot: Dar-ul-Qalam, 1406, Page: 246
16. Salman Al Kamal, Salman Bin Saleh, Al-Idara, Al-Askaria, Beroot: Maktaba Dar-ul-Taras, 1419, Edition: 1, Page: 273
17. Tibri, Abu Jaffar Muhammad Bin Jarir, Imam, Tareekh Al-Tibri, Beroot: Dar-ul-Alturas, Al-Asabi, Edition: 3, Page: 481
18. Al-Najjar, Abdul Wahab, Al-Khulfa Al-Rasheedon, Page: 247
19. Al-Umari, Akram Zia, Asar Al-Kilafa Al-Rashida, Madina Manawra: Maktaba Al-Ulum Al-Hukam, Page: 90
20. Ibid, Page: 90
21. Al-Nisa: 20
22. Abdul-Razzaq, Abu Bakar Bin Hamam, Al-Musanif, Beroot: Al-Maktaba Al-Islami, 1403, Edition: 6, Page: 180
23. Shukani, Muhammad Bin Ali Bin Muhammad, Al-Autar Sharah Mutaqui AL-Akhbar, Beroot: Dar-ul-Fikar, 1403, Edition: 6, Page: 170
24. Ibn-e-Abdul Bar, Abu Umar Yousaf Bin Abdullah Bin Muhammad, Al-Istiyyab Fi Maraf Al-Ashab, Beroot: Muktaba Dar-ul-Jalil, 1412, Edition: 4, Page: 341
25. Qilji, Muhammad Rawas, Dr. Mousua-Tul-Fiqah Umar (R.A), Beroot: Dar-ul-Nafaiys, 1409, Page: 134
26. Ibid, Page: 134
27. Ibid, Page: 725
28. Ibid, Page: 725
29. Ibid, Page: 725
30. Al-Zuhaili, Muhammad, Tareekh Al-Qaza Fi Al-Islam, Page:119
31. Ibn-e-Qayam, Allama, Muhammad Bin Abi Bakar, Lishams ul Din Abi Abdullah, Aalam Al-Moqeen An Rab ul Alimeen, Beroot: Maktaba Al-Maktaba tul Asriya, 1407, Edition 1, Page: 224

حوالہ جات:

1۔ راغب اصفہانی، امام، مفردات القران (مترجم اردو: فیروز پوری، علی محمد عبدہ، مولانا)، پاکستان، شیخ شمس الحق، اقبال ٹاؤن لاہور: جون ۱۹۸۷ء، ص: ۱/۵۵۹
2۔ زین العابدین، میرٹھی، قاضی، قاموس القران، کراچی: اردو بازار، س ن، ص: ۲۹۷
3۔ نعمانی، محمد عبدالرشید، مولانا، لغات القران، کراچی: دارالاشاعت، اردو بازار، نومبر ۱۹۸۶ء، ص: ۲۹۴
4۔ ابن فارس، احمد بن فارس بن زکریا، امام، معجم مقابیس اللغۃ، بیروت: مکتبہ دارالفکر، ۱۳۹۹ھ، ص ۳/۲۲۶
5۔ عبدالرحمن عبدالخالق، یوسف، شیخ، الشوری فی ظل نظام الحکم الاسلامی، کویت: مکتبہ دارالقلم، س ن، ص: ۴۷
6۔ زبیدی، محب الدین، السید محمد مرتضیٰ الحسینی الوسطی الحنفی، علامہ، تاج العروس من جواھر القاموس، بیروت: مکتبہ دارالھدیۃ، س ن، ص: ۱۲/۲۵۲،۲۵۷

7۔ سانو، محمد مصطفی، قطب، ڈاکٹر، معجم مصطلحات اصول فقہ، دمشق: مکتبہ دار الفکر، س ن، ص: ۲۵۱
8۔ الزحیلی، وھبۃ، الشوریٰ فی الاسلام، عمان، مکتبہ المجمع الملکی بحوث الحضارۃ الاسلامیۃ، س ن، ص: ۴۸۷،۲
9۔ ایضاً، ص: ۲/۴۸۸
10۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایہ والنہاتہ، بیروت: مکتبہ دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۰ھ، ص: ۷/۱۰۷
11۔ العسقلانی، ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، بیروت: دار العلمیہ، س ن، ص: ۱/ ۱۹
12۔ ابن تیمیہ، منہاج السنۃ، تحقیق: محمد رشاد سالم، مصر: مکتبہ موسسۃ قرطبۃ، س ن، ص: ۳/۱۶۳، ۱۶۲
13۔ ہیکل، محمد حسین، الفاروق، لاہور: کارنر شوروم بالمقابل اقبال لائبریری، س ن، ص: ۲/۲۰۸
14۔ بیہقی، احمد بن الحسین بن علی بن موسی، ابو بکر، امام، السنن الکبریٰ، مکہ مکرمہ: دار الباز، ۱۴۱۴ء، ص: ۱۰/۱۰۹
15۔ النجار، عبد الوھاب، الخلفاء الراشدون، بیروت: دار القلم، ۱۴۰۶ھ، ص: ۲۴۶
16۔ سلیمان آل کمال، سلیمان بن صالح، الادارہ العسکریۃ فی الدولۃ، بیروت: مکتبہ دار التراث ۱۴۱۹ھ، ص: ۱/۲۷۳
17۔ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، امام، تاریخ الطبری، بیروت: دار التراث العربی، س ن، ص: ۳/۴۸۱
18۔ النجار، عبد الوھاب، الخلفاء الراشدون، ص: ۲۴۷
19۔ العمری، اکرم ضیاء، عصر الخلافۃ الرشدۃ، مدینہ منورہ: مکتبہ العلوم والحکم، س ن، ص: ۹۰
20۔ ایضاً، ص: ۹۰
21۔ النساء: ۲۰
22۔ عبد الرزاق، ابو بکر بن ہمام بن نافع صنعانی، المصنف، بیروت: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ، ص: ۶/۱۸۰
23۔ شوکانی، محمد بن علی بن محمد، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، بیروت: دار الفکر، ۱۴۰۳ھ، ص: ۶/۱۷۰
24۔ ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، بیروت: مکتبہ دار الجلیل، ۱۴۱۲ھ، ص: ۴/۳۴۱
25۔ قلعجی، محمد رواس، ڈاکٹر، موسوعۃ فقہ عمر، بیروت: دار النفائس، ۱۴۰۹ھ، ص: ۱۳۴
26۔ ایضاً، ص: ۱۳۴
27۔ ایضاً، ص: ۷۲۵
28۔ ایضاً، ص: ۷۲۵
29۔ ایضاً، ص: ۷۲۵
30۔ الزحیلی، وھبہ، محمد، تاریخ القضاء فی الاسلام، عمان: الحضارۃ الاسلامیۃ، س ن، ص: ۱۱۹
31۔ ابن قیم، علامہ، محمد بن ابی بکر، لشمس الدین ابی عبد اللہ، اعلام الموقعین عن رب العالمین، بیروت: مکتبہ المکتبۃ العصریہ، ۱۴۰۷ھ، ص: ۱/۲۲۴